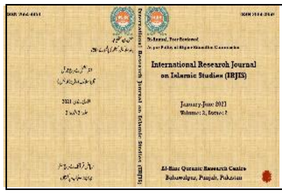

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

سماجی نظم ونسق کے اخلاقی تقاضے: اسلامی معاشروں میں کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ قرآن واحادیث کے تناظر میں

The Ethical Imperatives of Social Management: Safeguarding the Rights of Weaker Sections in Islamic Societies through Quran and Hadith Perspectives

1. Rabia Faiz,
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Punjab, Pakistan
Email: msaadawan10@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0006-5408-5224

2. Rafia Sadia,
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Punjab, Pakistan
Email: rafiasadia6@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0005-9790-0498

To cite this article: Rabia Faiz And Rafia Sadia. 2023. "سماجی نظم ونسق کے اخلاقی تقاضے: اسلامی معاشروں میں کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ قرآن واحادیث کے تناظر میں: The Ethical Imperatives of Social Management: Safeguarding the Rights of Weaker Sections in Islamic Societies through Quran and Hadith Perspectives". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 5 (Issue 2), 18-28.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 5 || July - December 2023 || P. 18-28
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-5-2-2/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.05.02.u2
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	31 December 2023
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

This study delves into the profound significance of social management in safeguarding the rights of the weaker sections within Islamic societies, drawing insights from the Quran and Hadith. In Islam, social management encompasses the establishment of equitable frameworks that ensure justice, dignity, and protection for all members, particularly those considered vulnerable or marginalized. Through

an exploration of relevant Quranic verses and Seerah of Muhammad (PBHU), this research elucidates the ethical imperatives incumbent upon individuals and communities to uphold the rights of the weaker segments. The Quran underscores principles of compassion, fairness, and collective responsibility towards the less privileged, advocating for proactive measures to alleviate their hardships and integrate them into the social fabric. Likewise, Hadith literature provides exemplars of the Prophet Muhammad's (PBUH) compassionate governance, emphasizing the importance of equitable distribution of resources and the equitable treatment of all individuals irrespective of their socio-economic status. By elucidating the foundational principles embedded within Islamic teachings, this study seeks to inform contemporary approaches to social management, fostering inclusive societies where the rights and dignity of weaker sections are upheld as integral tenets of Islamic ethics and governance.

Keywords: Social management, Rights, Weaker sections, Quran, Hadith

معاشرہ مختلف گروہوں اور طبقات کے باہمی ملاپ سے وجود میں آتا ہے۔ملک و قوم کو مظبوط اور مستحکم بنانے کے لئے سماجی نظم ونسق اہمیت کا حامل ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور مخصوص طبقے کی استحقاقِ خود ارادیت نے معاشرے کے توازن کو بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔کمزور طبقے کی مدد و معاونت ان کے حقوق کی سپردگی کے بغیر معاشرہ خوشحالی کا ضامن نہیں بن سکتا۔ یہ بات امر شدنی ہے کہ سماج میں یکساں قابلیت کے حامل، باصلاحیت لوگ جمع نہیں ہو سکتے۔لوگوں کا فکری و نظری اختلاف فطری اور قدرتی ہے۔یہ معاشرتی حسن بھی ہے تخلیقِ انسانی میں باری تعالیٰ نے شکل وصورت اور ذہانت میں کمی نہیں رکھی مگر تنوع ضرور رکھا ہے۔انسان کو اسکی سعی و کاوش، صلاحیت و قابلیت کا جائز معاوضہ ملنا اسکا حقِ اولین ہے۔ عصرِ حاضر میں کمزور کے حقوق پر عصبیت اور مادہ پرستی کا غلبہ ہے۔ جس سے طاقتور مزید قوی اور کمزور پستی و تنزلی میں دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔کمزور طبقے سے خاص ہمدردی نے نت نئی این جی اوز کو جنم دیا مگر ان اداروں کے قیام کے باوجود سماج میں اس طبقے کی کوئی شنوائی نہیں چاہے نچلی سطح پر ہو یا ملکی و عالمی سطح پر کمزور طبقے کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔

کمزور طبقات میں شامل افراد:

بصارت وسماعت سے محروم، غلام، یتیم بچے، عورتیں، اور خواجہ سرا۔ یہ سب بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں جنہیں انکی ذاتی زندگی میں بہت سی جسمانی مشقتوں اور صعوبتوں کے ساتھ لوگوں کے طنز وتشنیع کے منفی رویوں کو بھی سہنا پڑتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ معاشرہ ان کی دادرسی کرتے ہوئے انکی زندگی کو سہل بنانے میں کوشاں ہوتا، الٹا اس غیر صحت مندانہ روش نے انکا جینا دوبھر کر دیا ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کی آمد:

لیکن اس کمزور طبقے رستے ہوئے زخموں مرحم رسولِ خدا رحمت اللعالمین ﷺ نے رکھا۔ ان کی زندگیوں کو آسودگی کی جانب گامزن فرمایا۔ انکی سعی و محنت کا صلہ عطا فرمایا۔ انہیں جینے کی امنگ آگے بڑھنے کا جذبہ 'الفقر الفخری' کہہ کر مرحمت فرمایا۔[1] زندگی کے تمام شعبہ جات میں ان سے ہمدردی و الفت تمام زندگی انکا شیوہ رہا۔ مستضعفین کی زندگی معاشرتی ملال وذلت، مصائب ومشقت سے ڈوب چکی تھی۔ آپ نے 'عن ابی ھریرہ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یُدخِل فُقَرَاءِ المئومنین الجنة قبل للاغنیاء بنصف یوم خمس مائة عام' [2] فرما کر ان کو جیسے جینے کا عندیہ دے دیا۔ میثاقِ مدینہ، مواخاتِ مدینہ، صلح حدیبیہ، اور آپ ﷺ کے مختلف امور سماجی نظم ونسق کو عملی طور پر بہترین بنانے کی سعی نظر آتے ہیں۔ ایک سماج باہمی اتفاق سے ہی پروان چڑھ سکتا ہے۔

حق کی تعریف

حق کے معنی جزا، صلہ، اجرت کے ہیں۔[3] حق کی ادائیگی معاشرے کے ہر فرد و معاشرہ ہوتا ہے۔ ایک کا فرض دوسرے کا حق ہوتا ہے۔ کہیں پر سرپرست کی حیثیت سے کہیں بیٹے کی حیثیت سے۔ ہمسایہ کی حیثیت سے کہیں اور کہیں فرد اور شہری کی حیثیت سے کوئی نہ کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ذمہ داری سے روگردانی کرتا ہے تو معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ وہ اللہ کے ہاں مجرم بھی ٹھہرایا جاتا ہے کیونکہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالأَمِيرُ الَّذِی عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِیَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[4]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (حاکم سے مراد منتظم اور نگراں کار اور محافظ ہے) پھر جو کوئی بادشاہ ہے وہ لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا (کہ اس نے اپنی رعیت کے حق ادا کیے، ان کی جان ومال کی حفاظت کی یا نہیں؟) اور آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اور اس سے ان

---

[1] Kalid al-Tawhid, Hazrat Sultan Hamid Bin Hazrat Shaikh Bahoo, (Lahore: Shabir Brothers Urdu Bazar Lahore, 2007) p. 739
[2] Sunan Ibn Majah, Kitab al-Zuhd, Hadith No. 122 / Sunan al-Tirmidhi, al-Zuhd, 37 (2354)
[3] Firuz al-Lughat, Alhaj Molvi Feroz Ud Din (Lahore, Firuz Sons, 2007), p. 571
[4] Sahih al-Bukhari, Kitab al-Ahkam, Hadith No. 7138

کے بارے میں سوال ہوگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی حاکم ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔ غرضیکہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا۔"

سیرت طیبہ میں سماجی نظم ونسق:

سیرتِ طیبہ میں ایک مکمل نظامِ زندگی ملتا ہے جس کے مطابق زندگی گزارنے سے ایک ایسا سماج وجود میں آتا ہے جس کا نظم ونسق مثالی ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسا سماجی نظم ونسق اختیار کیا کہ معاشرے میں کوئی غریب نہ رہا یعنی زکوۃ لینے والا کوئی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے سود کو حرام کرکے سرمائے کو گردش دی اور محنت کش کی تعریف کرکے گداگری کی تردید کی۔ جس سے معاشرے میں تجارت کو فروغ ملا۔ محتاجوں اور کمزوروں کے حقوق حاکم وقت اور دولتِ اسلامیہ پر لاگو کرکے انہیں بے سروسامانی سے نجات دلائی۔ ہر ایک فرد کے حقوق واضح بیان کردیے اور اس احسن انداز میں کیے کہ ایک کا فرض دوسرے کا حق بن گیا۔ اس طرح کسی ایک پر دباؤ پڑنے کی بجائے اتفاق اور ہم آہنگی سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آیا۔ آپ ﷺ نے مندرجہ ضیل ہر کمزور کے حقوق واضح کرکے کسی بھی ابہام پیدا ہونے کے خدشے کو ختم کردیا۔

مسکین وغرباء کے حقوق

مسکین اور غرباء وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس ضروریاتِ زندگی بھی نہ ہوں اور انہیں زندگی گزارنے کے لئے اپنی بساط سے بڑھ کر محنت کرنی پڑتی ہے مگر اجرت ملنے میں استحصال کیا جاتا ہے۔ مگر آپ ﷺ نے انکی اسقدر پارسائی کی کہ فرمادیا تمہارے درمیان برکت کا باعث یہی کمزور طبقہ ہے۔[5] کسی سائل کو پھٹکارو نہیں، مسکین کی حاجت روائی کرو نیز اس جیسے کئی احکام ان کے حق میں دے دئے۔ زکوۃ کے مصارف میں شامل کرکے انکو بھی جینے کا حق دیا اور صدقات کے فضائل سنا کر سماج میں انکو نظرانداز ہونے سے بچایا۔

معذورین کے حقوق

معاشرے کے وہ افراد جو اپنی ذہنی یا جسمانی کمزوری (پیدائشی یا حادثاتی) کی وجہ سے اپنے سماجی فرائض ادا کرنے سے قاصر ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں خاص توجہ اور التفات ملتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی سماج میں یہ طبقہ اپنے جسمانی عذر کی وجہ سے نظرانداز ہوکر احساسِ کمتری میں مبتلا ہوچکا ہوتا ہے۔ معاشرتی معاملات میں تحقیر آمیز رویے زندگی کو اور پیچیدہ بنادیتے ہیں۔ مختلف حادثات کا شکار ہونے والا طبقہ اپنی معذوری و محتاجی کے باعث سماج سے بھلائی اور معاونت کا مستحق ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ معذورین کو زیادہ توجہ دیتے تھے۔ اگر کسی مجبوری کے باعث نہ دے پاتے تو خود ربِ تعالی کی جانب سے تنبیہ کی گئی تو آپ ﷺ ہمیشہ نہایت ہی التفات سے نوازتے تھے۔[6] ایک پاگل بھی اگر ہاتھ پکڑ کے لے جاتا تو آپ ﷺ کا نکے ساتھ چل دیتے اور انکی مرضی سے ہی واپس آتے۔ بوڑھی عورتوں سے سلوک تو روزِ روشن کی طرح ہے۔ اس رویہ کو اپنا کر معذورین جو اپنی معذوری کی وجہ سے اپنی پوشیدہ صلاحتوں کا اظہار نہیں کرپاتے انہیں نکھار کے سامنے لاسکتے ہیں۔

---

[5] Al-Bukhari fi al-Sahih, Kitab al-Jihad, Bab Man Asta'ana bi al-Du'afa' wa al-Salihin fi al-Harb, 3 / 1061, No. 2739
[6] Surah 'Abasa 1-10 (Fath al-Bari: 8/531)

عورتوں کے حقوق

عورت سماج میں عموماً بیٹی، بیوی، بہن اور ماں کے درجے میں رہتی ہے۔

بیٹی اور بہن کا مقام سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں:

نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے بنتِ حوا کا وجود اس دنیا میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ تھا۔ بیٹی کی پیدائش کو شرمساری سے بچنے کے لئے انہیں زندہ درگور کرنے سے بھی گریز نہ کرتے اور اس ظالمانہ فعل پر فخر بھی کیا کرتے۔ نبی رحمت ﷺ نے آکر بیٹی کی قدر و عظمت کو منوایا۔ آپ ﷺ نے بیٹی کو رحمت اور اس ماں کے لئے خوش نصیبی اور بابرکت قرار دیا۔

عن واثلة بن الأسقع، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من بركة المرأة تبكيرها بالأنثى، أما سمعت الله تعالى يقول: (يهب لمن يشاء إناثا ويهب لمن يشاء الذكور)، فبدأ بالإناث قبل الذكور".[7]

حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت کی پہلی اولاد میں بیٹی کی ولادت ہو، تو یہ اس عورت کے بابرکت ہونے کی علامت ہے، کیا تم نے اللہ تعالی کا یہ ارشاد نہیں سنا،)یھب لمن یشاء إناثا ویھب لمن یشاء الذکور (ترجمہ: اللہ تعالی جس کو چاہے لڑکیوں سے نواز دے اور جس کو چاہے لڑکوں سے نواز دے، تو اس آیت میں اللہ تعالی نے لڑکیوں کا ذکر لڑکوں سے پہلے کیا ہے۔)

بہن کی شان اس طرح بیان کی کہ کہا حضرت شیما سعدیہ کو کہ آپ خود کیوں آئی پیغام بھیج دیتی میں مکمل قبیلہ کو معاف کر دیتا۔ جس نے دو بیٹیوں یا بہنوں کی تربیت کی روزِ قیامت میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کی طرح ساتھ ہونگے۔[8] رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف بیٹی حیاتِ نو بخشی بلکہ عزت و وقار کے ساتھ جینے کا سلیقہ بھی بخشا اور خود عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے اس قدر پیار تھا کہ جب وہ آتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے پیشانی چومتے، سینے سے لگاتے اور پہلے انہیں بٹھاتے پھر خود بیٹھتے۔[9] اور جب کبھی سفر پر جانا ہوتا تو آخر میں ان سے ملتے اور واپسی پر سب سے پہلے۔ اپنا جگر گوشہ فرمایا۔[10] جنتی عورتوں کی سردار کہہ کر تسلی دی۔[11] نیز نبی رحمت ﷺ نے زمانے کو باور کروایا کی بیٹی محبت اور حسنِ سلوک کی حقدار ہے۔ اسلیے بیٹی کو جہنم کے راستے میں آڑ قرار دیا۔[12] اتنی محبت دی کہ بیٹی سے منسلک ہار دیکھ کے نمدیدہ ہوگئے۔

بیوی کا مقام

بیوی شوہر کی ہمسفر اور شریک حیات ہے۔ اس کے ہر لمحہ سے باخبر اور دکھ سکھ کی ساتھی ہوتی ہے۔ اگر ہمسفر اچھا ہو تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔ آپکی بعثت سے قبل بیوی کو غلامی کی علامت تصور کیا جاتا تھا۔ اسکی عائلی زندگی ظلم اور استحصال کا شکار تھی۔ جسکی گھر میں کوئی حیثیت نہ۔ خاتونِ خانہ کی زندگی

---

[7] Makarim al-Akhlaq li al-Khurtati: 1/1469, Hadith No. 184, Bab al-'Atf 'ala al-Banat wa al-Ihsan ilayhin wa ma fi dhalik min al-Fadl, t: Maktabat al-Rushd
[8] Mu'jam al-Awsat, 4/347, Hadith: 6199
[9] Abu Dawood, 4/454, Hadith: 5217
[10] Sahih al-Bukhari: 3714 and the wording is his, Sahih Muslim: 2449
[11] Sahih al-Bukhari: 3624, Sahih Muslim: 2450
[12] Muslim, p. 1414, Hadith: 2629

لونڈیوں سے بھی بد تر تھی۔دوسرے مذاہب میں مختلف رسموں میں جکڑی مظمظلومیت کی تصویر تھی۔ جسکی آہ وبکاء کی کوئی شنوائی نہ تھی۔رسول اللہ ﷺ نے آکران تمام فرسودہ رسموں کا قلع قمع کیا۔پستی وذلت سے اٹھا کر کراسے خاص مقام عطا کیا۔اسے گھر کی زینت بنا کراسکے نازک سراپے کے مطابق کام سونپ کراس پر جو احسان کیا ہے یہ بے مثل ہے۔ مگر آج کی عورت کو اس کی ہی قدر نہیں وہ نہیں جانتی کہ اسکی بھلائی کس چیز میں ہے کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔[13]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا سماجی نظم ونسق مرتب کیا کہ رہتی دنیا تک جو فقید المثال ہے۔کہ جس میں مرد کو قوام بنا کر عورت سے باہر کی ساری ذمہ داری سے آزاد کردیا محنت اور مشقت جس کے لئے اسکا جسم بنا ہی نہیں سے علیحدہ کر دیااور مرد کے ذمہ اسکی کفالت کی سپردگی فرمادی۔ باپ بھائی شوہر کی صورت محافظ ونگران بنادیے۔یہاں تک کہ وہ عورت جو ورثہ سمجھی جاتی تھی آج وہی وارث کر دوسروں کے حصے متعین کرنے کاپیانہ بن گئی۔

خیر کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهله[14]

کثرتِ ازواج کے باوجود اپنے کام خود فرماتے اور انکی بھی مدد کروادیتے۔ محبت اتنی کہ محبوب کا نام پوچھنے پر بیوی کا نام لیا مردوں میں ابو بکر نہیں کہا کہ دوست ہے نہیں میری بیوی کے والد ہیں فرمایا[15]۔ حضرت صفیہ کے لیے گھٹنا آگے رکھ دیا کہ آپ اونٹ سے اتر آئیں۔ جس اونٹ پر زوجہ محترمہ تھیں وہ بدک گیا تو یا عروسھا کہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی۔ فرمایا ازواج کے ہودج کو آرام سے لے جانا یہ نازک آبگینوں کی مانند ہیں[16]۔ہائے سیرت بھری ہوئی ہے حسنِ سلوک کے مظاہر سے کہ جاتے جاتے بھی کہہ رہے ہیں عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنا۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے عائلی وخاندانی زندگی کو امن اور خوشیوں کا گہوارہ بنادیا کہ سماج کی تشکیل خانداوں کے ملاپ سے ہی ہوتی ہے۔ سماجی نظم ونسق نہ صرف سماج پر لاگو کیا بلکہ اپنے گھر سب سے پہلے رائج کر کے عملی تربیت کی کہ جو بات عمل سے سیکھی جاتی ہے اور کسی طرح ممکن نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مرد کی حیثیت سے نہیں بلکہ عورتوں کو بھی بہترین اصول فراہم کیے جن پر عمل پیرا ہو کر عورتاپنے خاوند کے لئے کھانا بنانے سے لے کر خود کو سنوار کے رکھتی ہے کہ جب اس کا خاوند مشقتوں اور کلفتوں سے تنگ آکر گھر کا رخ کرے تو وہ اس کی تسلی اور مرحم بن جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور عدل وانصاف کی پاسداری ہر مسلمان کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

عورت ماں کے روپ میں

عورت کو سب سے زیادہ حقوق ماں کی صورت میں ملے ہیں۔ کہ جنت جو ہر مومن کا خواب ہے ماں کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دی۔اسے بچوں کی پیدائش پر شہید کے برابر رتبہ دے دیااور تواور خدمت میں والد سے تین گنا زیادہ حقدار کہا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اگر میری ماں زندہ ہوتی اور

---

[13] Sahih al-Bukhari, Kitab al-Hayd, Bab: Tark al-Hayd al-Sawm, Hadith: 305
[14] Jami' al-Tirmidhi, Hadith No. 3895
[15] Al-Bukhari fi al-Sahih, Kitab: al-Maghazi, Bab: Ghazwat Dhat al-Salasil, 4/1584
[16] Sahih al-Bukhari Hadith No. 6161

میں عشاء کی نماز شروع کرتا اور وہ پکارتی تو میں انکی پکار پر نماز توڑ کے ان کے پاس چلا جاتا۔ ہائے ری عورت تجھے اسلام کے پاسبان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس حق سے نہیں نوازا اور تو تبرج اور جہالت کی طرف گامزن ہے۔

بیواؤں کے حقوق

معاشرے میں سب عورتوں سے زیادہ مظلوم بیوہ عورت ہوتی ہے۔ بیوہ وہ عورت ہے جس کا شوہر اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا ہو۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل بیوہ عورت سے انتہائی ناروا سلوک رکھا جاتا تھا۔ مختلف مذاہب میں مختلف شکلوں میں جاہلیت کی بھینٹ چڑھائی جاتی رہی۔ عرب کی عورت کو بیوگی کی حالت صاف کپڑے پہننے کی اجازت نہیں تھی۔ خوشبو کا استعمال ممنوع تھا۔ بعض اوقات اسے جانوروں کے باڑے میں بھی رہنے پر مجبور کیا جاتا۔ عدت گزرنے پر کسی جانور پر ہاتھ پھیرتی تو بہت کم ہی ہوتا تھا کہ وہ بچ جائے۔ پھر اسے مینگنیاں پکڑائی جاتیں اور وہ انہیں پھینک کر عدت کے مکمل ہونے کا اعلان کرتی اسکے بعد اسے اچھی زندگی گزارنے کا حق ملتا۔[17] اہلِ عرب میں بدتر رسم یہ تھی وہ اپنے شوہر کے ورثاء کی ملکیت بن جاتی۔ وہ اس سے کام کاج کرواتے، تکلیفیں دیتے، حق مہر معاف کرواتے، اور اگر کسی عورت کو طلاق ہو جاتی تو وہ مطلقہ کسی سے اپنی مرضی سے نکاح نہیں کر سکتی، جائیداد و متاع کی طرح وراثت میں منتقل ہوتی رہتی، غرض کنیز و لونڈی جیسی زندگی اس کا مقدر بن جاتی۔[18] یہودی مذہب میں بیوہ عورت کے مالک شور کے بھائی بن جاتے۔ وہ جس طرح چاہتے سلوک روا رکھتے۔ غرض اسکی منشاء کے بغیر غلط تعلقات بھی استوار رکھتے۔ بیوہ یا مطلقہ یہودیت میں بھی مجبورِ محض بن کر زندگی گزارتی۔[19] عیسائیت میں بھی عورت پر انکی مکمل گرفت تھی۔ اسکو طلاق یا خلع کی اجازت نہ تھی اور نہ ہی نکاح ثانی کا حق نہ تھا۔ اسے زناکاری کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔[20] ہندومت میں تو بھیانک رسم مروج تھی کہ شوہر کی لاش کے ساتھ اسے بھی زبردستی جلا دیا جاتا۔ اسے اس بدترین رسم کی بھینٹ چڑھنا پڑتا۔

سید الانبیاء ﷺ نے آکر ان بدترین رسموں کا قلع قمع کیا۔ اسے سہارا بخشا زندگی کی رعنائیوں اور رنگینیوں پر حق دیا۔ امام الانبیاء ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا مسکین ہے وہ شخص جو بے نکاح ہو۔

بچوں کے حقوق

بچے کو عربی میں طفل کہتے ہیں جو کہ طفلہ سے نکلا ہے جس کی معنی ہیں نابالغ چھوٹا بچہ۔

اطفال، بچے سماج میں نوزائیدہ کونپل کی طرح ہوتے ہیں جن کی اچھی نشوونما کے لئے انتہائی نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انکو سازگار ماحول میسر نہ ہو تو بہت سے عمرانی مسائل جنم لیتے ہیں۔ بچے کا سب سے پہلا حق ماں کے رحم میں قرار پکڑنا اور نشوونما پانا ہے نہ کہ مفلسی کے ڈر سے یا بچے دو ہی اچھے کے ضمن میں اسقاط حمل کی کوششیں کی جائیں جو کہ نہایت ہی عظیم گناہ ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت جس کا نام غامدیہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آئی اور زنا کا اعتراف کیا۔ زنا جیسا کبیرہ گناہ جس کے قریب بھی پھٹکنے سے منع کیا گیا ہے اسکی سزا کو بھی موخر

---

17 Sahih al-Bukhari, Hadith No. 5337
18 Sayyid Sulaiman Nadwi, Seerat al-Nabi, Vol. 6, p. 429
19 Ibid
20 Ibn Battuta, Tuhfat al-Nazr

کر دیا کیونکہ وہ حاملہ تھی[21]۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہو کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔بچے ایک سماج میں گلشن کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں جب تک والدین کی توجہ ملتی رہتی ہے یہ پھلتا پھولتا رہتا ہے۔مگر جب والدین میں سے کسی کا سایہ اٹھ جائے تو یہ گلشن اپنی شادابی کھونے لگتا ہے۔اور اس پر ہمارے معاشرے میں آخری اینٹ سوتیلا رشتہ کر دیتا ہے۔کئی پھول اس وجہ سے مرجھا چکے ہیں اور مسلے جا رہے ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی پرورش پر جتنے انعامات اور فضائل کا وعدہ فرمایا افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے سماج میں اتنا ہی ان گلوں کو رولا جا رہا ہے۔وہ یتیم بچہ جس کے سر پر ہاتھ رکھنے پر ہر بال کے بدلے نیکیاں ملتی ہیں۔[22] ارے جنت کہاں ڈھونڈتے ہو ان معصوموں کی کے ساتھ میں جنت کی ضمانت دی ہے میرے مصطفیٰ ﷺ نے۔[23]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم بچے کو روتے دیکھا تو فرمایا کیا اس بات پر تم خوش نہیں کہ میں تمہارا والد اور عائشہ تمہاری ماں ہے۔یعنی یتیم بچے کی کفالت کا ذمہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لے کر بتلا دیا کہ یہ اس معاشرے کی ذمہ داری ہے[24] جس میں یتیم بچہ رہتا ہے۔کیونکہ یتیم کی کفالت کی ذمہ داری لینے پر جنت کی ضمانت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔اس گھر کو بہترین کہا جس میں کسی یتیم کی کفالت کی جاتی ہے۔[25] دل کی نرمی چاہتے ہو تو یتیم کی کفالت کرو[26] کہ انکے مصائب دیکھ کے اپنی خوشیاں اور سکون کی نعمت کی سمجھ آئے گی۔

غلاموں کے حقوق

غلاموں کے مسئلے پر اسلام کو مستشرقین نے کافی نقد کیا مگر بے بنیاد ہے۔کیونکہ یہ رواج جو اب ختم ہو چکا ہے وہ پہلے زمانے میں رائج تھا جس کو کم سے کم کرنے کی کوشش جتنا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔آج کے زمانے میں اگر غلام اور لونڈیوں کا تصور ختم ہو گیا ہے تو ماتحتوں کو ہی غلام بنا لیا گیا ہے۔ہر حاکم اپنے ماتحت کا اپنی طاقت کے مطابق استحصال کر رہا ہے۔آپ ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ میں اس کی مثال کئی طرح سے پیش کی کہ دس سال خدمت میں رہنے والے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں دس سالوں میں ان کو کبھی غصے میں نہیں دیکھا۔کوئی بھی لونڈی کسی بھی وقت آ کے اپنے مسائل کے لئے لے جاتی آپ ﷺ اعتراض نہ کرتے۔[27] ایک بار پوچھنے پر کہ کتنی دفعہ معاف کریں غلاموں کو تو فرمایا ستر مرتبہ۔[28] یعنی کہ ہر بار جب بھی غلطی ہو جائے اس طرح انسان کے دل سے یہ احساس ختم ہو جائے کہ وہ کوئی چیز ہے اور کسی پر تصرف رکھتا ہے۔کبریائی صرف اللہ کو زیبا ہے۔اس سے سماج میں تفریق ختم ہو جاتی ہے ہر انسان کو انسان ہونے کا حق ملتا ہے۔سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین اشخاص میں غلاموں کا بھی ذکر ہے۔[29] بار فرمایا کہ

[2121] Sahih Muslim, Kitab al-Hudud, Bab Hud al-Zina - wa al-Sunan

[22] Narrated by Ahmad ibn Hanbal in al-Musnad, 5/250, 265, No. 22207, 22338, and al-Tabarani in al-Mu'jam al-Kabir, 8/202, No. 7821

[23] Al-Tirmidhi in al-Sunan, Kitab al-Birr wa al-Silah, Bab Ma Ja'a fi Rahmat al-Yatim wa Kifalatihi, 4/320, No. 1917

[24] Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an by al-Qurtubi, Vol: 20, p: 69

[25] Ibn Majah in al-Sunan, Kitab al-Adab, Bab Haq al-Yatim, 2/1213, No. 3679, and al-Bukhari in al-Adab al-Mufrad / 61, No. 137

[26] Ahmad ibn Hanbal in al-Musnad, 2/263, 387, No. 7566, 9006, and 'Abd ibn Hamid in al-Musnad, 1/417, No. 1426

[27] Bukhari in al-Sahih, Kitab al-Adab, Bab al-Kibar, 5/2255, No. 5724

[28] Al-Tirmidhi in al-Sunan, Kitab al-Birr wa al-Silah, Bab Ma Ja'a fi al-'Afwa 'an al-Khadim, 4/336, No. 1949

[29] Al-Tirmidhi in al-Sunan, Kitab Fada'il al-Jihad, Bab Ma Ja'a fi Thawab al-Shuhada', 4/1767, No. 1642

غلام بھی تمہارے بھائی ہیں رنگ نسل کو چھوڑ دو اور انکے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔[30] یہاں تک کہ ان پر کیے گئے ہر ظلم کا حساب دینا ہو گا یہاں تک کہ ایک تھپڑ کا بھی۔[31]

ذمیوں/اقلیتوں کے حقوق

ذمی سے مراد ایک مسلمان معاشرے میں رہنے والا غیر مسلم جسے اسلامی ریاست نے پناہ دی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جنگ کے دوران انکی عبادت گاہوں، عورتوں اور بوڑھوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے جب معاہدہ ہو جائے تب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایفائے عہد کی نہ صرف تلقین کی بلکہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم امین کے نام سے مشہور تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نظری اختلاف کے باوجود مشرکینِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد رکھتے ہوئے اپنی امانتیں انکے سپرد کرتے تھے کہ ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے لگا کے جانا پڑا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ جس نے کسی ذمی کا حق مارا تو اس کا حق روزِ قیامت میں خود وصول کروں گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذمہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا ہے جس نے انکی حق تلفی اس نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ توڑا ہے اس کو جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائے گا۔[32]

خواجہ سراؤوں کے حقوق

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اور امن کا درس دے کر معاشرے کے ہر شخص کو مکمل حفاظت دیتا ہے کہ ہر مسلمان کے شر سے ہر شخص محفوظ رہتا ہے اور انسان ہی نہیں چرند و پرند بھی اپنے تمام تر حقوق کے ساتھ رہتے ہیں۔ اسلامی سماج ایک مثالی معاشرہ ہے جس کا نظم و نسق قابلِ تحسین ہے۔ اسلامی سماج کا قیام نبی اکرم ﷺ نے عملی طور پر قائم کر کے ریاستِ مدینہ میں قائم کر کے واضح کر دیا۔ آپ ﷺ کی ریاست میں خواجہ سراؤوں کو شروعات میں خواتین کے حجروں میں جانے کی اجازت تھی۔ مگر بعد میں جب یہ دیکھا گیا کہ ان میں فطری طور پر ایک طرف میلا ہوتا ہے تو ان سے یہ اجازت لے لی گئی۔ خواجہ سرا کے لیے علیحدہ قوانین بنائے گئے۔ ریاست مدینہ میں آپ ﷺ نے برابری کا نعرہ لگانے کی بجائے ہر ایک کو اسکی طبیعت اور فطرت کے مطابق حقوق دے کر ایک ایسا سماج ترتیب دیا جس میں کسی کے حقوق کا استحصال نہیں کیا جاتا۔ مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو ادھر بھی ترتیب بنا دی گئی اور بچوں کے ساتھ انکی امیوں کی صف تھی اور ان سے بھی پیچھے خواجہ سراؤوں کی تاکہ کوئی انہیں تنگ نہ کر سکے۔

[30] Al-Bukhari in al-Adab al-Mufrad / 76, No. 190
[31] Al-Bazzar in al-Musnad, 4/237, No. 1399
[32] Al-Qarafi, Shihab al-Din Abu al-Abbas Ahmad ibn Idris al-Masri al-Maliki: al-Furuq, with the addition of Idarat al-Shuruq 'ala Anwar al-Furuq by Imam Ibn al-Shatti, verified and annotated by 'Umar Hasan al-Qiyam, Beirut, Dar al-Risalah Foundation, First Edition 1424 AH / 2003 AD, Subject: Nineteenth and Hundredth Differences, Vol. 2, p. 433

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر یعنی جو ہوتے مرد ہیں مگر بنتے مخنث ہیں پر لعنت فرمائی ہے اور انکی چال چلن اختیار کرنے والی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی۔[33] عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے کی مشابہت سے منع فرمایا[34] کہ اسلام ہر ایک کو اس کی فطرت کے مطابق نوازتا ہے اور یہ دین فطرت ہے۔

مخنث کا وراثت میں حصہ

خنثیٰ کو اسلام نے وراثت میں حصہ دینے کے بھی احکام دیے ہیں آپ ﷺ نے انکو ظاہری صورت پر وارث بنانے کا حکم دیا کہ اگر لڑکی سے مشابہ ہو تو لڑکی کے برابر حصہ ملے گا اور اگر لڑکے کی طرح ہو تو لڑکے کے برابر اگر بالکل ہی سمجھ نہ آئے تو ایسے خنثیٰ کو مشکل کہا جائے گا اور لڑکی مان کر حصہ دیا جائے گا۔[35]

Transgender/اور خواجہ سرا میں تفریق

موجودہ دور میں ٹرانسجینڈر کا مسئلہ کافی واضح طور پر سامنے آیا ہے۔ آج کا دور سوشل میڈیا کا دور ہے جس چیز کو چاہو ٹرینڈ بنا کر مشہور عام کر دو۔ میوزک کنسرٹ اور گلوکار سب سے زیادہ اسے فروغ دے رہے ہیں۔ پھر چاہے وہ مائیکل جیکسن ہو جس نے سرجریز کروا کر خود اپنے تمام جسم کو تبدیل کروالیا یا پھر آج کے BTS کورین میوزک بینڈ ہو۔ نوجوان نسل تو انکے پیچھے آنکھیں بند کر چل رہی ہے۔ معاشرہ جس روش پر جارہا ہے اللہ کے غضب کو بلایا جارہا ہے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اس کو اب اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی خواجہ سرا کے حقوق کی آڑ میں لاگو کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ادھر ٹرانسجینڈر سے مراد صرف خواجہ سرا مراد ہوتے تو یہ اقدام بہت ہی خوش آئند ہوتا مگر اس میں پیدائشی مرد یا عورت کو بھی حق دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی جنس جو چاہے مرضی لکھوائیں جو کہ سراسر خواجہ سرا کی بھی حق تلفی ہے۔ اس میں ایک ترمیم کر کے خالصتاً اسے خواجہ سراؤں کے لیے مرتب کیا جائے تاکہ یہ کمزور اور استحصال شدہ طبقہ بھی معاشرے میں اپنا مقام حاصل کر سکیں۔

خلاصۃ البحث:

خلاصۃ البحث یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اس میں معاشرے کے تمام افراد کے لئے باقاعدہ حقوق متعین کیے گئے ہیں۔ معاشرے کے تمام کمزوروں کے لئے علیحدہ علیحدہ حقوق بیان کر کے انہیں پستیوں سے نکال کے معاشرے میں کارآمد فرد بنایا۔ آپ ﷺ نے کمزور طبقہ جس میں معذور، بچے خصوصاً (یتیم بچے)، عورتوں (خصوصاً بیوہ و مطلقہ)، ذمی/اقلیتوں، یا پھر خواجہ سرا شامل ہیں۔ سب کو معاشرے کا حصہ بنا کر انکو مکمل حقوق دے کر معاشرے کا ایک بڑا حصہ جو کہ غیر فعال تھا کو بھی کارآمد بنایا تاکہ معاشرہ ترقی کی منازل طے کر سکے۔

---

[33] Sahih al-Bukhari, Kitab Libas, Hadith No. 5886
[34] Ibid
[35] Explanation of Khunthi Mushkil in Suraji (p: 113, Bishri) and Ahsan al-Fatawa (9/432, Karachi: Subq Siddiqah.

سفارشات

آج امت مسلمہ کی تنزلی اور پستی کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ یہ اسی نبی اکرم ﷺ کی امت ہے جن کا نظام حکومت دنیا کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہم نے اس نظام کو انکی تعلیمات کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے معاشرہ پستیوں کی جانب گامزن ہے۔ اگر مسلم امہ کو اپنی کھوئی ہوئی اہمیت کو واپس لانا ہے تو سیرت طیبہ پر عمل کو اپنا نصب العین بنانا ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)